نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا

از: صاحبزادہ ڈاکٹر قاری عبدالباسط محمد
مجمع عبداللہ بن مسعود لتحفیظ القرآن الکریم حی العزیزیہ، جدہ

آج کل بعض حلقوں میں نمازِ تراویح اور قیام اللیل میں قرآن دیکھ کر قراءت کرنے کا رواج ہوگیا ہے، عرب ممالک کی بیشتر مساجد میں یہ وبا عام ہوچکی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ تراویح کا یہ طریقہ حفاظتِ قرآن کے لیے سمِ قاتل سے کچھ کم نہیں، اس سے حفاظتِ قرآن کا ایک اہم ذریعہ متاثر ہوجائے گا؛ کیوں کہ حفاظت قرآن کے لیے دو طریقے اختیار کیے گئے ہیں، ایک سینہ، دوسرے صحیفہ۔ پہلا ذریعہ تو اسلام کے امتیازات میں سے ہے، حفاظتِ قرآن کا یہ بے نظیر اور عظیم الشان طریقہ پہلی قوموں میں نہیں پایا جاتا، آج امت تک اگر قرآن من وعن پہنچا ہے تو اس میں صحیفہ سے زیادہ سینہ کا دخل ہے؛ اسی لیے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حَامِلُ الْقُرْآنِ حَامِلُ رَأْيَةِ الْإِسْلَامِ ''حافظِ قرآن درحقیقت اسلام کا علمبردار ہے'' (التبیان: ۵۵)۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پہلا ذریعہ حفاظت قرآن سینہ بہ سینہ کا کیا مقام ومرتبہ ہے۔ قاضی فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر حفظ قرآن میں کمی آتی ہے تو اسلام کی شان وشوکت میں کمی آجائے گی۔ پیش نظر مسئلہ ''نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا'' اس بات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے کہ وہ جائز ہے یا نہیں؛ حفاظتِ قرآن میں حد درجہ مخل ہے؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے حفظ قرآن سے بے اعتنائی پائی جاسکتی ہے، امت میں حفظِ قرآن کا جو رجحان پیدا ہوا ہے، اس میں کمی آسکتی ہے اور حفاظ میں غفلت اور لاپرواہی پیدا ہوسکتی ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دین اسلام کا یہ امتیاز ملیامیٹ ہوجائے گا اور نعوذ باللہ قرآن سینوں سے ہٹ کر صرف صحیفوں تک محدود رہ جائے گا۔

مسئلہ کا ایک پہلو تو یہ ہے جو کہ دینی بھی ہے اور قومی بھی۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ آیا نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں کتاب وسنت میں کیا ہدایات ہیں؟ سلف صالحین نے کیا رہنمائی فرمائی ہے؟ کتب فقہ میں کیا حکم ہے؟ یہ ایک مفصل گفتگو ہے، جس کو ہم

آئندہ صفحات میں حتی الامکان سمیٹنے کی کوشش کریں گے۔

”نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا“ قرآن وحدیث کی نظر میں:

۱- قرآن میں ہے ﴿فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ﴾ (البقرة:۱٤٤) ”اب آپ اپنا رخ مسجدِ حرام کی سمت کرلیں“۔

بار ہا یہ دیکھا گیا ہے کہ قرآن مجید امام کے دائیں طرف رکھا ہوا ہوتا ہے۔ سورۂ فاتحہ سے فراغت کے بعد امام، دائیں جانب رکھے گئے قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اس طرح کہ پیچھے سے دیکھنے والا اچھی طرح یہ محسوس کرتا ہے کہ امام کا چہرہ بالکل سیدھے قبلہ کی طرف نہیں ہے؛ بلکہ دائیں جانب رکھے ہوئے قرآن مجید کی طرف ہے؛ حالاں کہ استقبال قبلہ میں مرکزی کردار چہرے کے استقبال کا ہوتا ہے؛ کیوں کہ چہرہ ہی پورے انسانی ڈھانچے کی نمائندگی کرتا ہے۔ اگر چہرے کا استقبال نہ ہو تو بے رخی اور عدم دل چسپی کا احساس ہوتا ہے؛ جب کہ یہ توانابت اور کمالِ توجہ کا مقام ہے، یہ الگ بات ہے کہ صرف ڈھانچے اور سینے کا استقبال بھی کافی ہوسکتا ہے؛ لیکن کمالِ ادب یہی ہے کہ ایک ایک عضو کا استقبال ہو؛ چنانچہ کمال توجہ کی اسی حد کو ملحوظ رکھ کر شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: يتوجه المصلي إلى القبلة أينما كان بجميع بدنه. (هداية الحائرين، صفة صلاة النبی:۲۹۷) ”مصلی جہیں کہیں بھی ہو استقبال قبلہ ضروری ہے، بدن کے ایک ایک عضو کے ساتھ“۔

۲- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لِيَلِنِيۡ مِنۡكُمۡ أُولُوا الۡأَحۡلَامِ وَالنُّهٰى. (صحيح مسلم، حديث:٤٣٢) ”نماز میں میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو سمجھدار اور صاحبِ علم ہیں“۔ اگر قرآن دیکھ کر پڑھنے کی اجازت ہوتی تو پھر اس حدیث کا کوئی مطلب ہی نہیں بنے گا؛ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان درحقیقت امت کے لیے یہ تعلیم تھی کہ امام کے پیچھے اور امام کے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو صاحبِ علم اور صاحبِ فہم وذکاء ہیں تاکہ نماز میں اگر کوئی بھول چوک ہوجائے تو یہ امام کو لقمہ دیں اور بھول چوک کی تلافی ہوسکے۔ اگر قرآن دیکھ کر پڑھنے کی اجازت ہوتی تو نبی کریم ﷺ یہ نہ فرماتے۔ الغرض آپ کا یہ فرمان اشارے اور کنایے میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کی ممانعت پر دلالت کرتا ہے۔

۳- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صَلُّوا كَمَا رَأَيۡتُمُوۡنِي أُصَلِّيۡ. (صحيح البخاری، حديث:٦٣١) ”اس طرح نماز پڑھو جیسے تم لوگ مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو“۔ دورِ نبوی کی تیئس سالہ زندگی میں کہیں یہ ثابت نہیں کہ آپ علیہ السلام نے یا آپ علیہ السلام کی موجودگی

میں صحابہؓ نے نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھا ہو؛ حتی کہ ابتدائی دور میں تو نماز میں بات چیت کرنے کی اجازت بھی تھی؛ لیکن اس دور میں بھی دیکھ کر پڑھنا ثابت نہیں۔

۴- عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ. (سنن أبي داود، حديث:٤٦٠٧) ''میری سنت (میرے طریقے) کو اور خلفاء راشدین کی سنت (کے طریقے) کو لازم پکڑو''۔ عہد خلفاء راشدینؓ میں بھی کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اُن حضرات نے نماز میں قرآن دیکھ کر قرارت کرنے کی اجازت دی ہے؛ البتہ سیدنا عمرؓ سے ممانعت ضرور ثابت ہے۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نَهَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رضی الله عنه أَن يَؤُمَّ النَّاسَ فِي الْمُصْحَفِ، وَنَهَانَا أَن يَؤُمَّنَا إِلَّا الْمُحْتَلِمُ. (كتاب المصاحف، هل يؤم القرآن في المصحف:١٨٩) ''ہمیں امیر المومنین عمر بن خطابؓ نے اس بات سے منع کیا کہ امام قرآن دیکھ کر امامت کرے اور اس بات سے منع کیا کہ نابالغ امامت کرے۔''

۵- قیام کی حالت میں مصلی کے لیے مستحب ہے کہ نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہو؛ کیوں کہ اس سے دلجمعی پیدا ہوتی ہے اور خشوع وخضوع کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ دیکھ کر قرآن پڑھنے کی صورت میں نگاہ یقیناً قرآن مجید کے صفحات وحروف پر ہوگی، جس سے نماز کا ایک اہم ادب فوت ہوجائے گا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: قال شريك القاضي: ينظر في حال قيامه إلى موضع سجوده كما قال جمهور الجماعة، لأنه أبلغ في الخضوع وآكد في الخشوع وقد ورد به الحديث. (تفسير ابن كثير سورة البقرة:١٤٤) ''حضرت شریک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قیام کی حالت میں مصلی کی نظر سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہیے، جمہور نے یہی فرمایا ہے؛ اس لیے کہ یہ خشوع وخضوع کی اعلیٰ ترین کیفیت ہے اور اس سلسلے میں حدیث بھی وارد ہوئی ہے۔''

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں لکھا ہے: ينبغي للمصلي إذا قام في صلاته أن يرمي ببصره إلى موضع سجوده، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله. (الموطا، باب وضع اليمين على اليسار، حديث:٢٩١) ''مصلی جب قیام کی حالت میں ہو چاہیے کہ وہ اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔''

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کی نماز پڑھنے کی کیفیت کے بارے میں لکھا:
وَكَانَ ﷺ إِذَا صَلَّى طَأْطَأَ رَأْسَهُ وَرَمَى بِبَصَرِهِ نَحْوَ الْأَرْضِ. (أصل صفة صلاة النبي

ﷺ: ۱ ...... ۲۳۰) ”جب آپ نماز پڑھتے تو سر کو جھکائے رکھتے اور نگاہ کو زمین کی طرف لگائے رکھتے تھے۔“

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: كانوا يستحبون أن ينظر الرجل في صلاته إلى موضع سجوده. (تعظيم قدر الصلاة: ۱/۱۹۲) ”مستحب یہ ہے کہ آدمی نماز میں اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے۔“

حدیث میں ہے: فَإِذَا صَلَّيْتُم فَلَا تَلْتَفِتُوا فَإِنَّ اللّٰهَ يَنصِبُ وَجهَهُ لِوَجهِ عَبدِهِ فِيْ صَلَاتِهِ مَا لَم يَلْتَفِتْ. (سنن الترمذی، حديث: ۲۸۶۳، مستدرك الحاكم، حديث: ۸۶۳) ”جب نماز پڑھو تو اِدھر اُدھر نہ دیکھو؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نماز میں اپنا چہرہ بندہ کے چہرہ کی طرف اس وقت تک کیے رکھتے ہیں؛ جب تک بندہ اپنا رخ نہیں پھیرتا۔“

ایک اور حدیث میں ہے: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْكَعْبَةَ مَا خَلَفَ بَصَرُهُ مَوْضِعَ سُجُودِهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهَا. (المستدرك للحاكم، حديث: ۱۷۶۱) ”جب آپؐ کعبہ میں داخل ہوئے تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ سے نہیں اٹھائی؛ یہاں تک کہ آپؐ کعبہ سے باہر تشریف لے آئے۔“

۶- نماز پڑھتے ہوئے سکون وطمانینت اور خشوع وخضوع کا حکم ہے، قرآن دیکھ کر پڑھنے میں وہ سکون وطمانینت اور خشوع وخضوع نہیں رہتا؛ کیوں کہ ساری توجہ قرآن پر ہوتی ہے، قرآن کھولنے، بند کرنے اور اوراق پلٹنے میں کہاں خشوع پیدا ہوسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ يَنْبَغِيْ أَن يَّكُوْنَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يُشْغِلُ الْمُصَلِّيَ. (سنن أبي داود، حديث: ۲۰۳۰، مسند أحمد، حديث: ۱۶۶۳۶) ”گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازی کو مشغول کرتی ہو۔“

۷- یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا حفاظتِ قرآن کے لیے سخت مضر ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا. (صحيح البخاری، حديث: ۵۰۳۳) ”قرآن کی نگہ داشت کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، یقیناً قرآن کریم رخصت ہونے اور سینوں سے نکل جانے میں اونٹ کے اپنے بندھن سے بھاگنے سے زیادہ تیز ہے۔“

”نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا“ اقوال سلف کی نظر میں:

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب المصاحف“ میں قرآن دیکھ کر نماز پڑھنے کے حوالے

سے ایک باب قائم کیا ہے: "هل يؤم القرآن في المصحف"، جس میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے مختلف آثار نقل کیے ہیں، اس کے بعد "وقد رخص في الإمامة في المصحف" کا عنوان لگا کر ان حضرات کے آثار نقل کیے ہیں، جنھوں نے نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ امام ابوداؤد نے ان کو پہلے ذکر کیا ہے جن آثار میں ممانعت ہے اور جن آثار میں اجازت ہے انھیں بعد میں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ممانعت اور عدمِ جواز کے قائل ہیں اور پھر "وقد رُخص" کا لفظ استعمال کیا ہے یہ بتانے کے لیے کہ نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کی اجازت اگر ہے تو وہ عمومی نہیں ہے؛ بلکہ بہ وقتِ مجبوری ہے۔ ذیل میں مذکورہ باب سے چند اہم آثار کو نقل کردینا استفادے سے خالی نہیں۔

۱- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہمیں امیرالمومنین عمر بن خطابؓ نے اس بات سے منع کیا کہ امام قرآن دیکھ کر امامت کریں اور اس بات سے منع کیا کہ نابالغ امامت کرے: "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: نَهَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ رضي الله عنه أَن يَّؤُمَّ النَّاسَ فِي الْمُصْحَفِ وَنَهَانَا أَن يَّؤُمَّنَا إِلَّا الْمُحْتَلِمُ".

۲- قتادہ، سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: اگر قیام اللیل میں پڑھنے کے لیے مصلی کو کچھ یاد ہے تو وہی بار بار پڑھے؛ لیکن قرآن دیکھ کر نہ پڑھے۔ "عن قتادة عن ابن المسيب قال: إِذَا كَانَ مَعَهُ مَا يَقُوْمُ بِهِ لَيْلَهُ رَدَّدَهُ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ.

۳- لیث، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے کو مکروہ قرار دیتے تھے، اس وجہ سے کہ اس میں اہل کتاب سے تشبہ ہے، "عن ليث عن مجاهد أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَّتَشَبَّهُوْا بِأَهْلِ الْكِتَابِ يَعْنِيْ أَنْ يَّؤُمَّهُمْ فِي الْمُصْحَفِ".

۴- اعمش، ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اہل قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے کو سخت ناپسند کرتے تھے؛ کیوں کہ اس میں اہل کتاب سے تشبہ ہے۔ "عن الأعمش عن إبراهيم قال: كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يَّؤُمَّ الرَّجُلُ فِي الْمُصْحَفِ كَرَاهِيَةً شَدِيْدَةً أَن يَّتَشَبَّهُوْا بِأَهْلِ الْكِتَابِ". اس کے علاوہ بھی اور بہت سے آثار امام ابوداؤد نے نقل کیے ہیں، مزید تفصیل کے لیے کتاب المصاحف (۱۸۹،۱۹۰،۱۹۱) کی طرف رجوع کیا جائے۔

۵- خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا اثر نقل کیا ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی رمضان کے مہینے میں لوگوں کو نماز پڑھائے اور قراءت،

قرآن میں دیکھ کر کرے اور فرماتے تھے کہ یہ اہلِ کتاب کا عمل ہے: عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَانَ يَكْرَهُ أَن يَؤُمَّ الرَّجُلُ النَّاسَ بِاللَّيْلِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي الْمُصْحَفِ هُوَ مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْكِتَابِ. (تاریخ:۹/۱۲۰)

معلوم ہوا کہ اکثر اہلِ علم نے اس کو باطل گردانا ہے۔ بعض علماء نے اگر کچھ نرمی برتی بھی ہے تو بلا ضرورتِ شدیدہ کے جائز کسی نے نہیں کہا ہے۔ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: إن هذا الصنيع مكروه بلا خلاف" (بدائع الصنائع: ۲/۱۳۳) "نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے"۔

پھر بھی چوں کہ سلف میں سے بعض نے اجازت دی ہے (قطع نظر اس کے کہ وہ اجازت ضرورتِ شدیدہ کی وجہ سے ہے یا بلا ضرورت بھی اجازت ہے) اس لیے کچھ لوگ جواز کے قائل ہوئے ہیں اور استدلال میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل پیش کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً ذکر کیا ہے: وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ. (صحيح البخاری، باب إمامة العبد والمولى) "سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے غلام ذکوان قرآن دیکھ کر نماز پڑھاتے تھے۔" یہی روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں اس طرح ہے: كَانَ يَؤُمُّ عَائِشَةَ عَبْدٌ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ. (حديث:۷۲۹۳) "سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے غلام ذکوان نماز پڑھاتے تھے اور وہ قرآن دیکھ کر قرارت کرتے تھے۔"

اس اثر کے متعلق علامہ البانی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے: وما ذكر عن ذكوان حادثة عين لا عموم لها. (فتح الرحمن: ۱۲٤) "اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے سیدنا ذکوان کی امامت کا جو واقعہ ذکر کیا جاتا ہے وہ ایک جزوی اور خصوصی واقعہ ہے عمومی نہیں ہے۔"

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وأما حديث ذكوان فيحتمل أن عائشة ومن كان من أهل الفتوى من الصحابة لم يعلموا بذلك وهذا هو الظاهر بدليل أن هذا الصنيع مكروه بلا خلاف ولو علموا بذلك لما مكنوه من عمل المكروه في جميع شهر رمضان من غير حاجة، ويَحْتَمِلُ أن يكون قول الراوي كان يؤم الناس في شهر رمضان وكان يقرأ من المصحف إخبارا عن حالتين مختلفين أي كان يؤم الناس في رمضان وكان يقرأ من المصحف في غير حالة الصلاة. (بدائع الصنائع:۲/۱۳۳، ۱۳٤)

"سیدنا ذکوان والی حدیث میں احتمال ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کو معلوم نہ

ہوا ہو کہ وہ دیکھ کر پڑھ رہے ہیں اور یہی مناسب بھی معلوم ہوتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ (نماز میں) قرآن دیکھ کر پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے۔ اگر انھیں اس حالت کا پتہ ہوتا تو ہرگز ایک مکروہ فعل کی اجازت نہ دیتے وہ بھی پورے مہینے بلاضرورت کے اور یہ بھی احتمال ہے کہ راوی کا یہ قول کہ ''ذکوان رمضان میں لوگوں کی امامت کرتے تھے اور قرآن دیکھ کر پڑھتے تھے'' دو الگ الگ حالتوں کی خبر دینا ہے، یعنی ذکوان رمضان میں لوگوں کی امامت کرتے تھے اور نماز سے باہر قرآن دیکھ کر پڑھتے تھے۔''

اسی طرح کی بات علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

أثر ذكوان إن صح فهو محمول على أنه كان يقرأ من المصحف قبل شروعه في الصلاة أي ينظر فيه ويتلقن منه ثم يقوم فيصلي، وقيل مادل فإنه كان يفعل بين كل شفعين فيحفظ مقدار ما يقرأ من الركعتين، فظن الراوى أنه كان يقرأ من المصحف. (البناية:۲/٥٠٤)

''اس اثر کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس بات پر محمول ہوگا کہ ذکوان نماز شروع کرنے سے پہلے قرآن دیکھتے تھے، پھر ذہن نشین کرکے نماز پڑھاتے تھے، ذکوان ہر دو رکعت بعد یہ عمل کرتے اور اگلی دو رکعت میں جتنا پڑھنا ہوتا وہ یاد کرلیتے۔ اسی کو راوی نے اس طرح نقل کردیا کہ وہ قرآن دیکھ کر قراءت کرتے تھے۔''

علامہ کاسانی اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہما کی بات کی تائید اس اثر سے بھی ہوتی ہے جسے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''التلخيص الحبير'' میں اور امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''نیل الاوطار'' میں ذکر کیا ہے، اس اثر میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کی بات ہی نہیں:

عن ابن أبي مليكة أنهم كانوا يأتون عائشة بأعلى الوادي هو وعبيد بن عمير والمسور بن مخرمة وناس كثير فيؤمهم أبو عمر و مولى عائشة، وأبو عمر وغلامها حينئذ لم يعتق. (التلخيص الحبير:۲/۱۱۰، نيل الأوطار، باب إمامة العبد الأعمى والمولى:٥٨٦)

''ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اور عبید بن عمیر، مسور بن مخرمہ اور بہت سے لوگ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے تھے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابوعمرو سب کی امامت کرتے تھے اور وہ اس وقت تک آزاد نہیں ہوئے تھے۔''

اور بعض سلف سے جو اجازت منقول ہے وہ اضطراری حالت میں ہے، بلاضرورتِ شدیدہ

کے جائز کسی نے نہیں کہا ہے؛ چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ما يعجبني إلا يضطر إلى ذلك. (فتح الرحمن:۱۲۷) ”میں مناسب نہیں سمجھتا الاّ یہ کہ اضطراری حالت ہو۔“ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو اضطرار کی شرط کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سمعت مالكا سُئل عمن يؤم الناس في رمضان في المصحف؟ فقال لا بأس بذلك إذا اضطروا إلى ذلك. (كتاب المصاحف: ۱۹۳) ”میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا جب کہ آپ سے رمضان میں قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں اگر اس کے بغیر کام نہ چلتا ہو۔

قتادہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں: إن كان معه ما يقرأ به في ليلة، و إلا فليقرأ في المصحف. (فتح الرحمن:۱۲۸) ”اگر قیام اللیل میں پڑھنے کے لیے اسے کچھ یاد ہے تو اچھی بات ہے، نہیں تو پھر (بدرجۂ مجبوری) قرآن دیکھ کر پڑھے۔ سعید بن المسیب کا یہی قول کتاب المصاحف میں اس طرح ہے: إن كان معه ما يقوم به ليله ردده ولا يقرأ في المصحف. ”اگر قیام اللیل میں پڑھنے کے لیے اسے کچھ یاد ہے تو وہی بار بار پڑھے اور قرآن دیکھ کر نہ پڑھے۔“

اب رہی بات ضرورتِ شدیدہ کی اور اضطرار کی تو مفتیانِ کرام اور باحثین فقہ بتائیں گے کہ کیا اس زمانے میں اس درجہ ضرورت کا تحقق ہوسکتا ہے؟ کیا امت حفظِ قرآن سے اس درجہ تہی دست اور تہی دامن ہوچکی ہے؟ کیا مرکزی مساجد کے ائمہ بھی اس لائق نہیں رہے؟ میرے خیال سے تو ضرورت اور اضطرار بقاءِ قرآن کی ہے، نماز میں حفظ سے قراءت لازم قرار دینے کی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ حفظِ قرآن کی تبلیغ ہو اور حفاظتِ قرآن کا دائرہ مزید وسیع ہو۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

ولا يحل لأحد أن يؤم وهو ينظر ما يقرأ به في المصحف لا في فريضة ولا نافلة، فإن فعل عالما بأن ذلك لايجوز بطلت صلاته وصلاة من ائتم به عالما بحاله عالما بأن ذلك لا يجوز. (المحلى:۳/۱۴۰)

”کسی ایسے شخص کے لیے امامت کرنا جائز نہیں ہے جو قرآن میں دیکھ کر قراءت کر رہا ہو، نہ فرض نماز میں اور نہ نفل نماز میں، اگر کسی شخص نے ایسا کیا یہ جانتے ہوئے کہ یہ جائز نہیں اس کی نماز باطل ہوجائے گی اور اس کی اقتداء میں جو نماز پڑھ رہا ہے اس کی نماز بھی باطل ہوجائے گی؛ جب کہ اسے امام کی حالت کا علم ہو کہ وہ نماز کے منافی کام کر رہا ہے۔

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی:

شیخ ابوانس محمد بن فتحی آل عبدالعزیز اور شیخ عبدالرحمٰن محمود بن الملاح نے اپنی کتاب ”فتح الرحمٰن في بيان هجر القرآن“ میں شیخ البانی کا یہ فتوی نقل کیا ہے:

لا نرى ذلك، وما ذكر عن ذكوان حادثة عين لاعموم لها، وبإباحة ذلك لأئمة المساجد يؤدي بهم إلى ترك تعاهد القرآن والعناية بحفظه غيبا وهذا خلاف قوله ﷺ: تعاهدوا القرآن فوالذي نفسي بيده لهو أشد تفصيا من الإبل في عقلها، ومعلوم أن للوسائل حكم الغايات كقولهم مالا يقوم الواجب إلا به فهو واجب وما يؤدي إلى معصية فهو معصية. (فتح الرحمن: ١٢٤، ١٢٥)

”ہم اسے درست نہیں سمجھتے اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے سیدنا ذکوان کی امامت کا جو واقعہ ذکر کیا جاتا ہے وہ ایک جزوی اور خصوصی واقعہ ہے، عمومی نہیں ہے اور اگر ائمہ مساجد کو اس کی اجازت دے دی جائے تو قرآن کریم کا حفظ و مراجعہ اور حفاظتِ قرآن کی کوشش وغیرہ تمام امور رفتہ رفتہ رخصت ہو جائیں گے؛ جب کہ یہ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کے خلاف ہے: ”قرآن پاک کی نگہ داشت کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، یقیناً قرآن کریم رخصت ہونے اور سینوں سے نکل جانے میں اونٹ کے اپنے بندھن سے بھاگنے اور رخصت ہو جانے سے زیادہ تیز ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ وسائل کا حکم بھی غایات کے مثل ہے، مثلاً علماء کا قول ہے کہ جس چیز کے ذریعہ کسی واجب کی بقاء اور قیام ہو وہ بھی واجب ہو جاتی ہے اور جو شے کسی معصیت کا ذریعہ ہو وہ شے بھی معصیت اور گناہ ہوتی ہے۔“

کتب فقہ میں قرآن دیکھ کر نماز پڑھنے سے متعلق جزئیات:

غنیۃ شرح منیہ، البحر الرائق، تبیین الحقائق، فتح القدیر، رد المحتار اور بدائع الصنائع وغیرہ میں قرآن دیکھ کر نماز پڑھنے سے متعلق مختلف جزئیات ہیں، جن کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

۱- قرآن مجید ہاتھ میں لے کر نماز پڑھی جا رہی ہو اور امام حافظ قرآن بھی نہ ہو تو امام مقتدی سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر منفرد (تنہا شخص) نماز پڑھ رہا ہو تو اس کی بھی نماز فاسد ہوگی اور فاسد ہونے کی دو وجہیں ہیں:

الف: عمل کثیر: کیوں کہ قرآن اٹھانے میں دونوں ہاتھ مشغول رہیں گے، قرآن کھولنے، بند کرنے اور اوراق پلٹنے میں بھی دونوں ہاتھ مشغول ہوں گے۔

ب: تعلیم وتعلّم: چوں کہ اس کو قرآن یاد نہیں ہے دیکھ کر پڑھ رہا ہے تو یہ مانا جائے گا کہ یہ نماز

کے باہر سے لقمہ لے رہا ہے اور لقمہ لینا ایک طرح سے تعلیم وتعلّم ہے؛ اس لیے یہ انسانی کلام کے درجے میں ہوگیا؛ لہٰذا نماز فاسد ہوجائے گی۔ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ اس علت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أن هذا يلقن من المصحف فيكون تعلمًا منه، ألا ترى أن من يأخذ من المصحف يسمى متعلما فصار كما لو تعلم من معلم، وذا يفسد الصلاة فكذا هذا. (بدائع الصنائع: ۲/ ۱۳۳).

''یہ قرآن سے تلقین ہے؛ لہٰذا قرآن سے سیکھنے کے درجہ میں ہوگیا۔ جو شخص قرآن سے سیکھتا ہے اسے ہرکوئی متعلّم کہتا ہے تو یہ ایسے ہی ہوگیا گویا کہ اس نے معلم سے سیکھا ہے (اگر آدمی نماز کی حالت میں معلم سے سیکھ لے) تو نماز فاسد ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اس سے بھی نماز فاسد ہوجائے گی''۔

۲- قرآن ہاتھ میں نہیں ہے؛ بلکہ رحل یا کسی اونچی چیز پر رکھا ہوا ہے، امام یا منفرد اس میں دیکھ کر پڑھ رہے ہیں؛ جب کہ ان کو قرآن یاد نہیں ہے تو اب اگر چہ عمل کثیر نہیں پایا جارہا ہے؛ لیکن دوسری وجہ تعلیم وتعلّم پائی جارہی ہے؛ اس لیے نماز فاسد ہوگی۔

۳- قرآن ہاتھ میں نہیں ہے، جو شخص نماز پڑھ رہا ہے (امام یا منفرد) اسے قرآن یاد ہے تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی؛ کیوں کہ اس کا دیکھ کر پڑھنا یہ درحقیقت اس کے حافظہ کی طرف منسوب ہے؛ اس لیے وہ نماز کے باہر سے لقمہ لینے والا شمار نہ ہوگا، الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

و استثنى من ذلك ما لو كان حافظا لما قرأه و قرأ بلاحمل فإنه لا تفسد صلاته لأن هذه القراء ة مضافة إلى حفظه لا إلى تلقنه من المصحف، ومجرد النظر بلا حمل غير مفسد لعدم وجهي الفساد. (الموسوعة الفقهية: ۳۳/ ۵۷،۵۸)

''فقہاء نے ایک صورت کا استثناء کیا ہے، وہ یہ ہے کہ نمازی جو حصہ پڑھ رہا ہے اس کا وہ حافظ ہے اور قرآن بھی ہاتھ میں نہیں ہے، تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ اس لیے کہ یہ پڑھنا اس کے حافظہ کی طرف منسوب ہے نہ یہ کہ وہ قرآن سے سیکھ کر پڑھ رہا ہے اور قرآن میں دیکھنا قرآن اٹھائے بغیر یہ مفسد صلاۃ نہیں ہے؛ کیوں کہ فساد کی دونوں علتیں نہیں پائی جاتیں۔''

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: غنية شرح منيه: ۲۷٤، البحر الرائق: ۲/ ۱۷، تبيين الحقائق: ۱/ ۱۵۹، ردالمحتار: ۲/ ۳۸٤)

ممکن ہے کوئی یہ سوال کرے کہ جن مساجد میں ائمہ قرآن دیکھ کر تراویح پڑھاتے ہیں ان

میں اکثر حافظِ قرآن ہی ہوتے ہیں اور قرآن بھی امام کے ایک طرف کسی چیز پر رکھا ہوتا ہے؛ لہٰذا ان ائمہ کا قرآن دیکھ کر پڑھنا یہی مانا جائے گا کہ یہ اپنے حافظہ سے پڑھ رہے ہیں، جب فسادِ صلاۃ کی دونوں وجہیں نہیں پائی گئیں تو اب کوئی اعتراض بھی نہیں ہونا چاہیے؟۔تو عرض ہے کہ فاسد نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نماز من کل الوجوہ درست ہے؛ بلکہ اس میں بہت سی ایسی خرابیاں اب بھی ہیں جو نماز کو کراہت کے درجے سے نیچے نہیں اترنے دیتیں، ماسبق میں وہ خرابیاں تفصیل سے ذکر کی جاچکی ہیں۔

ڈاکٹر صالح بن محمد الرشید نے اپنی کتاب "المتحف في أحكام المصحف" میں قرآن دیکھ کر قراءت کرنے میں جو خرابیاں ہیں ان کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

ویشغل عن بعض سننها وهیئاتها فیفوت سنة النظر في موضع السجود ووضع الیمنی علی الشمال ویفضي إلی التشبه بأهل الکتاب فضلاً عن کونه إحداثا في الدین لم یرد الشرع بإباحته. (المتحف في أحكام المصحف:٦٥٣)

''قرآن میں دیکھ کر قرأت کرنا نماز کی بعض سنتوں اور نماز پڑھنے کی بعض مخصوص کیفیات کے خلاف ہے؛ چنانچہ سجدہ کی جگہ نظر رکھنے کی سنت فوت ہوجاتی ہے، ہاتھ باندھنے کی سنت فوت ہوجاتی ہے، دیکھ کر قرأت کرنے سے اہلِ کتاب سے تشبہ پیدا ہوتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ دین میں ایسی چیز کا ایجاد کرنا ہے جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے۔''

اختتام میں فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ''شرح منتہی الإرادات'' کی یہ عبارت ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے: ویکره للحافظ حتی في قیام رمضان، لأنه یشغل عن الخشوع وعن النظر إلی موضع السجود. (شرح منتهی الإرادات: ٢٤١/١)

''حافظِ قرآن کے لیے نمازِ تراویح میں قرآن دیکھ کر پڑھنا مکروہ ہے؛ اس لیے کہ یہ خشوع پیدا کرنے میں مخل ہے اور قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھنے سے مانع ہے۔